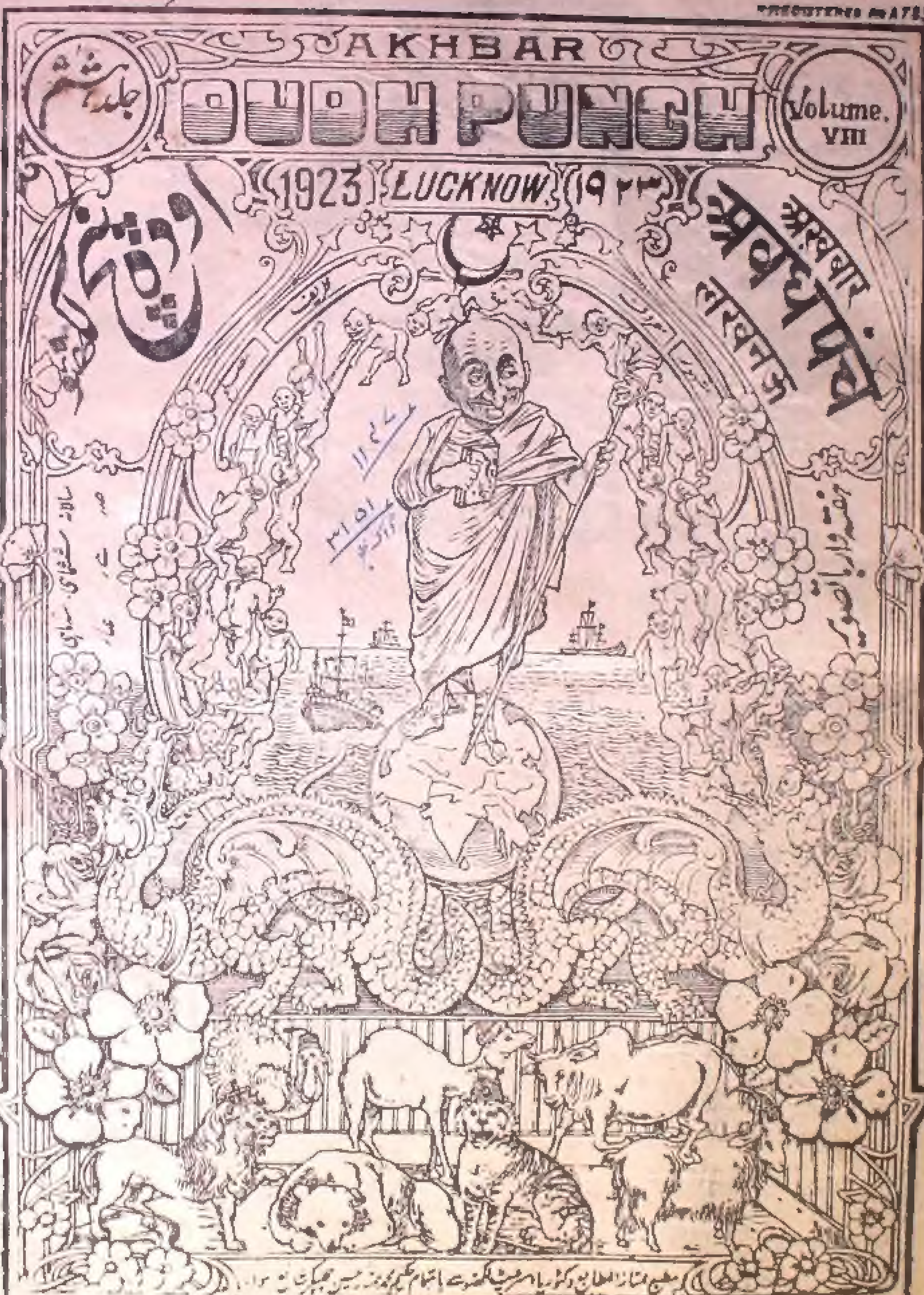

AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
۱۹۲۳

جلد ۸ نمبر ۳۰

مضامین غیر

جمعہ ۳۔ اگست ۱۹۲۳ء

بنیج مہراج پائیں لاگی۔ آج کالہ ہمکا سسر دیس کے لوگ باگ آئیش کا من ماں ہینکا دین ہے کہ ایکومٹ (منٹ) کی مہلت مہاد سوا رہے مہا ہم ایں سکلن ماں بھی تمہار سدہ نا ہیں بسرا ہے یہ نہ جانیو کہ ہم تمہرے پرچا کا کھیال (خیال) نا ہیں راکھت ہن اب ایں سائت (ساعت) جلدی جلدی حاجری دے سے مجبور رہن کا ہے ہے کہ ہمکو چھٹی نا ہیں ہاتت البتہ پندرہ دن بعد حاجر ہوئی ماں دھوکھا نہ ہوئی۔ آج ہم پرتاب گڑھ سے اجودھیا جی آئے ہیں جون وڈائی چار سیر اشعار بڑے بھلے دیو ماں کہیا ہے بھیجے دیت ہے اجو پسند (لیند) پڑیہ تو اپن پرچا کے کونو ٹیواں (صفحہ) ماں لکھ دیو اور جادہ کا کرا اس کری۔ مہراج تم سے کا بتائی سسر جلدی سے تمہین آئے گو نا ہیں اب ایک آدھا سیر اور ہوئی جات۔ اچھا لیو اب سیر سنو اور دیس کے گت (قصہ) کہانی جائے دیو۔

دھوھلا

لالہ زار

رشتہ کو کا اُبکی جیرپا سے ٹوٹ گا

امروز وہ بچار مصیبت سے چھوٹ گا

جب آج وہ بچار کریسے کا بوٹ گا

پیچھے سے آئے کو لاٹھن سے کوٹ گا

ریکھس رہے جو کالہ شب اور بیت کی دکان

وہ آج سارے بیچ بچار عماں لوٹ گا

جب سے وہ آرا دیس ماں طاعون کی ہنا

بستی تباہ کر کے ہر اک گھر کا لوٹ گا

حسن زری کھلائے کے کروت ہے ہلاک

اُبکی دوا جو کیس وہ دنیا سے چھوٹ گا

شکر جو ہاک گرچہ وہ بھر بھرا ئے کے

دو دانت ٹوٹے سارے کے او موڑ چھوٹ گا

دھرتی اُٹھائے لیتی وہ بھر اپنے موڑ پر

جو جنے گی ماں جیل سے روتی وہی چھوٹ گا

اسکا بچارہی جو کچہریوں میں لات کے

بھاگے ماں ایسی گریوں کہ سسر گوڈ ٹوٹ گا

"خاموش" ہوئی کے جیسے وہ ڈاڑھی بڑھائیں

جیسے ماں اُکے سارے جانے کا جھوٹ گا

واقف

کاسن کھچوری از اجودھیا

بقیہ

کیا "خاموش" ہو گئے۔ بسنت جیسے خدا نہ کرے

لطائف

سودا۔ ممبری بھی خطرناک مرض ہے جس پر یہ سودا سمایا اُس بیچارے کی حالت دوران انتخاب میں بالکل بحران سے مشابہ ہوتی ہے خوشامد درآمد روز دھوپ بھجوتی گھبلیا (خود داری) تہوں سلام بڑی گھنیاں تہوں سلام کے علاوہ جلسہ کرنا اور جلسوں میں اپنی تعریف اپنی زبان سے کرنا پڑتی ہے چنانچہ ایک صاحب کو بھی یہ لیا نے ستایا اور الکشن (انتخاب) کو مقبول بنانے کے واسطے آپ ایک عام جلسے میں تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے جس چبوترے پر کھڑے ہوئے تھے وہ زیادہ وسیع نہ تھا۔ آپ نے رجز خوانی شروع کی۔ حضرات احقر ممبر کے والد شہر کے ایماندار تاجروں میں سے تھے آپ کو یاد ہوگا کہ وہ غربائے شہر کے لیے سستی چیزیں ہم پہونچایا کرتے تھے اور احقر کے حقیقی پھوپھا کے نانا کے متبنّی کے سسرے کے بہنوئی کے ماموں کے داماد کے بھائی کے سالے کی اتا کے لڑکے نے اپنی تمام جائداد اپنے سلیقے نواسے

پانچ ہائی خیرات خانہ کے نذر کردی خود میرا یہ حال ہے کہ نفع رسانی خلق خمیر میں داخل ہے بارہا بیماروں کو مشورہ دیا کہ ہسپتال چلے جاؤ وہاں مفت علاج ہوگا۔ بے روزگاروں کو صلاح دی کہ کسی امیر کے دروازے پر ہاتھ پھیلاؤ تین بہ تہ فقیروں کو منگل کی بازار کا راستہ بتانے میں کبھی تامل نہیں کیا میں ایک قدم اور بڑھتا ہوں جب کسی اوباش امیر زادے کو فضول خرچی کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہوئی میں نے بے تامل سو روپیہ دے کے دو ہزار کی دستاویز لکھوانے میں کبھی عذر نہیں کیا بلکہ میں ایک قدم اور بڑھتا ہوں"

ایک آواز۔ "حضرت چبوترہ تمام ہو گیا ہے اگر کچھ قدم بڑھایا تو پٹخنی بھی کھائے گا"

مگر مقرر صاحب کی شستی بادہ ولی قدم بڑھاتے بڑھاتے اصلی قدم بھی بڑھا ہی دیا۔ مرتے مرتے بچے مگر اپنے احسانات کی گٹھری آپ ہی سے نہ سنبھلے۔

(۲)

کرایہ دار "حضرت دیکھیے چھت ٹپکتی ہے کوٹھری میں گھٹنوں گھٹنوں پانی بھرا ہے۔ مرغیاں ڈوبی جاتی ہیں"

مکان دار "تو جناب آپ مرغیاں پالتے ہی کیوں ہیں بطیں پالیے"

(۳)

مہمان "میاں خلیفہ تم مجھ سے تو تیوں کے قصے کیوں بیان کرتے ہو"

نائی "حضور اس سے مجھے حجامت بنانے میں بہت مدد ملتی ہے ڈر کے مارے حضور کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ استرا خوب چلتا ہے۔"

(۴)

پادری "میری پیاری بچی امید ہے کہ تم انجیل سے بخوبی واقف ہوگی"

لڑکی "بیشک"

پادری "اچھا تو بتاؤ اس میں کیا ہے"

لڑکی "بہت کچھ۔ بہن کا فوٹو ہے میرے سر کا فیتہ ہے"

(۱) دس کا بیٹ ہے بیٹا سگے آتش کا بیٹا ہے۔ باقی گڑی کا گنٹ ہے —

وکیل: کیا تمہیں اس سے دشمنی ہے مارا؟
گواہ: نہیں جناب بد گمانی ہے۔

— ۶ —

نامی پانچ سال کا تھا۔ کیسی چار سال کی۔ کیسی کی دایہ نے اسے تنبیہ دی تھی کہ شب خوابی کی پوشاک پہننے کے بعد کسی لڑکے کے ساتھ نہ کھیلا کرو۔ ایک روز نامی نے چھ بجے شام کو کیسی کی خوابگاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔
نامی۔ گڈ نائٹ کیسی۔ کیا میں آؤں؟
کیسی: ذرا ٹھہرو۔
کیسی نے اپنی پوشاک اتار ڈالی اور کہا۔ "آؤ"
نامی: ہائیں تم ننگی ہو؟
کیسی: ہاں۔ کھلائی کہتی ہے کہ یہ پوشاک پہن کے لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلا کرو۔

— ۷ —

بی بی: شاکر و تم نے تو بڑی دیر دکھلائی۔ انتظار کرتے کرتے چار گھنٹے گزر گئے۔
میاں: ارے تم اس وقت تک جاگ رہی ہو میں تو چار گھنٹے کلب میں اسی غرض سے وقت ضائع کرتا رہا کہ تم سو رہو تو گھر میں آؤں۔

— ۸ —

عورت: مرد بہ دماغی کام زیادہ کرتے ہیں اسی وجہ سے انکی کھوپڑی پر بال نہیں اگتے گنجے ہو جاتے ہیں۔
مرد: شاید آپ بھی اپنی ٹھوڑی سے زیادہ کام لیتی ہیں؟ وہ بھی صفاچٹ ہے۔

— ۹ —

مرد: غضب خدا کا فلاں رئیس نے اکیس ہزار پونڈ کا ایک کتا مول لیا۔
عورت: ہاں پچھلے کتے اس سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔
مرد: تم خیال تو کرو اگر میں اس وقت پچیس روپیہ چاہوں تو ہزار پونڈ کیسے ہزار روپے بھی کوئی نہ دے۔
عورت: سب کتے ایک ہی قیمت کے نہیں ہوتے۔

مقبول وحید

ولائتی دولہا اور امریکن نامہ نگار

قرار محرم یا اقرار محمد

دسے کہیں کا واقعہ ہے کہ ایک بیگم دہلی میں رہتی تھیں انکی دو لڑکیاں تھیں بڑی لڑکی کا عقد بیگم نے اپنے بھانجے کے ساتھ کر دیا اور چھوٹی کی شادی ایک تازہ وارد ولایت ایرانی سے ہوئی۔ بیچارہ ولائتی دولہا اجنبی آدمی تھا لہذا ساس کا مزاج شناس نہ ہو سکا۔ ساس کی عنایتیں بڑے داماد بھانجے پر مبذول ہوتے دیکھیں تو اپنے جی میں کڑھنے لگا۔ ادھر سارے صاحب (بڑے داماد) رقیب بھی تھے آغا کو جلنے اور آتش دیکھا تو لگے چھیڑنے۔ آغا بیچارہ تھے ہی ترش دماغ شامر د ایرانی۔ ہستید شما در این خانہ ہیچ من ہیچ ترحم بیا نمیکنید۔ آغا بہت جھلایا اور ایک روز جبکہ شکوہ و شکایات کا دفتر کھلا ہوا تھا ساس سے کہنے لگا: "انصاف انصاف۔ اے مادر دیرینہ روز بندہ مرد غریب ستم آنچہ کہ تو بمن می کنی انشاءاللہ روز قیامت خصم تو می شوم آں روز خواہم دید کہ پیش خدا چہ جواب می دہی۔"

خصم کے لفظ میں ایک دل لگی ہے یعنی یہ لفظ عربی میں بمعنی دشمنی مستعمل ہے اور اردو میں بمعنی یار آشنا یا شوہر ہے خالی صاد کے جزم کو زبر سے بدلنا پڑتا ہے۔ ساس نے جو آغا کے منہ سے خصم کی لفظ سنی تو بڑے داماد سے پوچھا "اے زیدوں دولہا یہ ولائتی دولہا کیا کہہ رہے ہیں" زیدوں دولہا: "حضور یہ کہتے ہیں کہ خدا نے چاہا تو قیامت کے دن میں آپکا خصم بنوں گا۔"

بھلا ایک شریف عورت داماد سے ایسا مکروہ فقرہ کیونکر سن سکتی۔ بیگم کا منہ مارے غصہ کے چقندر ہو گیا اور ایک دو ہتڑ اپنے زانو پر مار کے کوسنے پیٹنے۔

"ارے آگ لگاؤں موئے تیرے منہ کو تیرے منہ کو جھلسا موئے بے غیرت۔ بد نصیب۔ خدا تجھکو غارت کرے۔ ارے موئے خصم جاکے بن اپنی ماں بہنا کا۔ الٰہی تیرے گھر میں سانپ کاٹے موئے غارتی ہوا مرگ کر دکھیو قیامت کے دن خصم نہیں گے تجھ خصم بننے والے کو خاک میں ملا دے دور ہو موئے میرے سامنے سے۔ ارے خدا کے لیے زیدوں دولہا اس موذی کو میرے گھر سے نکالو۔"

غریب ولائتی دولہا بے ہوش ہو گیا۔ اور جھاڑو چلانے والی ماما چکنی کر چادر سے چانے کے دوڑی اور آتے ہی داڑھی کے جھونس میں آگ لگانے پڑ نہیں ہوئی خوب گھما مارا گل کے کلاہ ٹھو کی۔ بی منجلی نے کترنی جوتی میں کسر نہیں کی کبھی جوتی چلائی کبھی سوزن کاری کی تھرائی۔ مختصر یہ کہ دولہا نے بھی اس معرکہ میں دل کی حسرت خوب نکالی آغا کی جان کو کا دو آ سنگر بن گئے۔ غریب ولائتی دولہا کی اچھی خاصی مرمت ہو گئی۔ آغا کا کہنا کہ عقل بچاتا ہے: "اے مہرباں آخر گناہ بندہ چیست۔ ایں ہمہ کوبک کاری برائے چیست؟ بابا رحم کنید۔ غریب ستم رسیدہ شما ہستم۔" مگر اس ہڑبونگ میں کون سنتا ہے۔

جس زمانہ کا یہ ذکر ہے وہ زمانہ جاہلیت کہلاتا ہے مگر آپ کو یہ سن کے تعجب ہوگا کہ اس بیسویں صدی میں بھی خدا کی عنایت سے خوش فہموں کی کمی نہیں چنانچہ لوزین کانفرنس کے دوران میں قرضہ کی بحث چھڑی تجویز یہ تھی کہ جاذ قرضہ کے حساب سے ترک اپنے قرضخواہوں (یورپین و برطانیہ) کو قرار محرم (سود یا نفع) ادا کرتے رہیں گے۔ قرار محرم کی لفظ ایک امریکی اخبار نویس نے کئی مرتبہ سنی شاید ہمارے امریکی دوست شدبد عربی میں دخل رکھتے تھے اور [illegible] انھوں نے اس لفظ کے معنی خود ہی گڑھ لیے کسی سے پوچھنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ امریکی دوست نے یہ بھی دیکھا کہ جب قرار محرم کا ذکر آتا ہے تو ترک مقرر کسقدر جبیں بہ جبیں ہو جاتا ہے اس ادا سے یہ مطلب ذہن میں آیا کہ مذہبی ہو تو ہو یہ کوئی مذہبی بات ہے جب تو مسلمانوں کو اسقدر جوش ہے۔ القصہ آپ نے "قرار" میں ایک حرف بڑھا کے

اقرار نامہ بنایا اور "محرم" کو "محمد" قرار دیا اب یہ لفظ "اقرار محرم" سے "اقرار محمد" ہو گیا۔ اقرار محمد کی ذہنی تعبیر و تشریح "اقرار دین محمد" سے کی اور بعض امریکن جرائد میں خبر لگا دی کہ ترکوں کی جرأت اس فتح سے بہت بڑھ گئی ہے وہ انگلستان اور پیرس کی چار فیصدی آبادی سے "اقرار محمد" کرانا چاہتے ہیں جسکا انھیں ہرگز کوئی حق نہیں۔ ترک اپنے اس دعوے پر خشونت و خشم کے ساتھ اصرار کر رہے ہیں۔

بے سر و پا ایک امریکی اخبار تو یہیں آپے سے باہر ہو گئے "آگ لگاؤں اس موئے ترک کے منہ کو موئے فارقی کو دیکھو ہم سے کہتا ہے کہ محمد کی رسالت کا اقرار کرو۔ اس بے دین اقرار کرانے والے کے منہ کو جھلسا دے اس کے غرور کو خاک میں ملاؤں"

وہ تو کہیے خیریت گزری کہ انگلستان اور پیرس کے جرائد میں اس ترکی دعوے کا سراغ نہ لگا ورنہ صلح کی ہنڈیا لنکھنی ہو جاتی۔ اور بیچارے ترک وزیر سے فرار کو قرار پر ترجیح دیتے۔

والا شد زبان سے ناواقفیت بھی بعض اوقات مصیبت میں پھنسا دیتی ہے بیچارے لالہ دھمسٹرلی ایک نذر قصیدہ لکھ کے کلکٹر کے پاس لے گئے مصرعہ پڑھا ہے

حاسد ڈرے جو دیکھے میں صاحب کا کروفر

کلکٹر صاحب نے منشی سے پوچھا "ویل منشی کروفر کیا چیز رہتا ہے؟"

منشی لکھمی چند "خداوند- کر کے معنی ہیر اور فر کے معنی جھگوڑا"

صاحب "او کس ماافک ہکو ہیر اور جھگوڑا بولتا۔ چپراسی چپراسی- اس کو حوالات لے جاؤ- ڈیم راسکل"

لالہ دھمسٹرلی بیچارے کو خوب انعام ملا۔ ہاتھ جوڑے خوشامد کی تو بچ کی جب پیچھا چھوٹا۔

راقم ــــــ

منشی ظریف

کس نشنود یا نشنود من گفتگوے می کنم

ہمارے شہر کے سید نواب مولوی خان بہادر محمد مہدی حسن الرضوی بھی عجب پابند وضع شخص ہیں یعنی یہاں کے شیعہ آپ کو اپنا لیڈر ماننے سے انکار کرتے ہیں مگر آپ کسی طرح نہیں مانتے انجمن اصلاح المومنین کے بھرے جلسے نے متفق اللفظ زیر صدارت نواب سلطان علیخاں صاحب آپ کے خلاف ووٹ پاس کیے اور حکومت کو اطلاع دی کہ ہمارے امور میں ان حضرت کا دخل در تسلیم سمجھا جائے ہم کو ناگوار ذوق ہے نہ یہ ہماری وکالت کا کوئی حق رکھتے ہیں پھر بھی آپ اہل شہر کو وقتاً فوقتاً اپنے بے ہودہ افادات سے محظوظ فرماتے رہتے ہیں۔ شاید حکومت بدلگئی ہے تغیر حکومت سے بات گئی بات گئی" کا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں یا خان بہادری کا حق ادا کرنے کی فکر ہو بہر حال آپ نے اپنے اعلان میں "کیا شیعہ جھنڈا بردار نہیں گے" کے عنوان سے شیعوں کو مخاطب فرمایا ہے اور انکے مذہبی علم کو قومی جھنڈے کے مقابل میں لائے ہیں۔ یہ حرکت اکثر شہریوں کو ناگوار ہوئی۔ شیعوں کے علم ہمیشہ مذہبی نشان سمجھے گئے ہیں۔ قومی جھنڈے سے اور اس مذہبی علم سے کوئی واسطہ نہیں۔ گورنمنٹ اگر عقلمند اور مدبر کسی سے تو اسے اپنے خان بہادر کی بے ٹھکان تجویزیں رد کرنی چاہئیں اگر ان بہار رستہ تجاویز کا سلسلہ جاری رہا تو حکومت کو فائدہ پہونچنے کے عوض عام بدظنی کا نقصان اٹھانا پڑیگا کیا سبب کہ اول تو انکے مذہبی علم خاص مذہبی علم ہیں دوسرا ایام عزا میں زیادہ تر علم اٹھائے جاتے ہیں انھیں کبھی خیال بھی نہیں ہوا کہ حضرت عباسؑ کے علم یا حسینی علم کو قومی سہ رنگے جھنڈے سے کوئی لگاؤ ہے۔ دوسرے انکے علموں اور آبرؤں کے ساتھ اپنی مراتب چاند اور دوسری قسم کے جھنڈے بھی ہوتے ہیں مگر خان بہادر کے مقابل کی بدولت ان نشانوں پر پولیٹیکل شورش کا نقشہ پیدا ہوا اور روک ٹوک شروع ہوئی تو خواہ مخواہ دل آزاری کا الزام حکومت کے ذمہ عائد ہوگا۔

تیسرے یہ کہ عموماً شیعہ خان بہادر سے حسن ظن نہیں رکھتے۔ اگر انکی ضد پر مذہبی اور پولیٹیکل جوش کا ادغام ہوگیا تو ہر مجلس میں خفیہ پولیس بھیجنے کی ضرورت ہر علم کے ساتھ مخبر متعین کرنے کی حاجت پڑے گی۔ علاوہ ان خرابیوں کے اس اشتہار سے دیگر خرابیاں پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ حکومت خان بہادر صاحب کو بار بار یا اوقاف پر حملہ کرنے کے واسطے ذخیرہ رکھے۔ اور شیعوں کے مذہبی یا پولیٹیکل امور میں دخل نہ کرے۔ گورنمنٹ دیکھ چکی ہو کہ جب سے وقف مسجد حسین کتبہ خانہ امام باڑہ جناب مولانا سید محمد تقی ممتاز العلما مجتہد کا اہتمام خان بہادر کے دست اوقاف پرست میں آیا ہے اس وقت سے شہر میں ایک عام بے دلی پھیل گئی ہے۔ امام باڑے کی مجلس گول ہو گئی یعنی علما نے بغیر اجازت وہاں جناب شریعت ممتاز العلما امام باڑہ میں قدم رکھنے سے پرہیز کیا کوئی عالم وہاں نہیں جاتا۔ امام باڑے کی مجلسوں میں چند نفر ہوا خواہان خان بہادر کے سوا جنکی تعداد جمع قلت کی تعداد سے کچھ یوں ہی سی زیادہ ہوتی ہے اور کوئی نہیں ہوتا۔ علما کے فتاوے شائع ہو چکے۔ قدوۃ العلما مولانا السید آقا حسن صاحب مجتہد العصر تحریر فرماتے ہیں "نہ یہ کمیٹی جائز ہے اور نہ اسکا انتظام اور تصرف اور نہ اسکا مجلس کرنا۔ اور نہ اس کمیٹی کے اہتمام سے جو مجلس ہو اسمیں شریک ہونا جائز ہے"

شمس العلما مولوی سید ناصر حسین صاحب مجتہد خطاب یافتہ سرکاری تحریر فرماتے ہیں۔

"تصرفات اس کمیٹی کے درست نہیں ہیں" پھر بھلا بتائیے ایسے انتظام اور دخل در معقولات سے گورنمنٹ کو کیا فائدہ پہونچا آزمودہ را آزمودن جہل است ع

الراقم ــــــ ایک دل جلا شیعہ

پنچ: جناب دل جلے صاحب حکومت نے بعض

ماتحت میں حکام کے بدولت بہت سی بدنامیاں اٹھائی ہیں۔ اب ہم بالائے علم رہ گئی رائے دینے کا حق تو وہ ہر ایک کو حاصل ہے۔ خان بہادر کے کہنے میں حکومت نہیں ہے۔ آپ اپنی آواز بلند کیجیے حکومت سننے پر مجبور رہے گی

مولانا پنچ کی نوٹ بک

نو آبادیوں کے متعلق شہنشاہی حکومت کی یادداشت شائع ہو گئی۔ کینیا کا مسئلہ طے ہو گیا۔ حکومت ہند کی سفارش بٹے کھاتے میں درج ہو چکی۔ ہندوستانی وفد نے گورنمنٹ ہند کو تار دیا ہے کہ فیصلہ ہتک آمیز ہے

.... ہندوستانی وکلا کو امپیریل کانفرنس سے واپس بلا لینا چاہیے۔ ہندوستان امپائر نمائش میں شامل نہ ہو۔ اسمیں شبہ نہیں کہ یادداشت کی عبارت عجب پھیر پھار کی ہے۔ ہر پہلو سے یورپ کی برتری اور فوقیت مترشح ہے مگر مساوات کا دعوے حقوق بھی کا رنگ بھی چڑھا گیا ہے۔ سب سے زیادہ قابل توجہ یہ فقرہ ہے کہ ملک معظم کی گورنمنٹ کھلے الفاظ میں کہے دیتی ہے کہ اہل افریقہ کا مفاد مقدم سمجھا جائے گا اور تارکین وطن کا مفاد اگر دیسیوں سے ٹکرایا تو دیسیوں کے مفاد کو ترجیح دی جائے گی۔ درحقیقت انصاف اسی کا مقتضی ہے۔ ہندوستان میں یا رہا دیسیوں کے حقوق اہل یورپ کے حقوق سے ٹکرائے مگر

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

ہمیں بیچارے جیتے جی پیشانی پر گویا پڑا اور ہندوستانی بیچارا اوندھا ادھر تم ہندیا میں بھی وڈ اسر ترقی اور مفاد کی دیوار بھی بیٹھ گئی۔ کاش یہی اصول ہندوستانیوں کے ساتھ بھی مرعی ہوتے۔ کینیا کی دیسی آبادی ۲۵ لاکھ یوروپین آبادی (۹۶۵۱) ہے ہندوستانی آبادی (۲۲۸۲۲) ہے عربی آبادی (۱۰۱۰۲) ہے۔ یوروپین آبادی کو کونسل میں نیابت کی ۱۱ کرسیاں ملی ہیں۔ ہندوستانیوں کو غیر سرکاری ۵ ممبر نیابت ہوئے ہیں عربوں کو دو ممبر جن میں سے ایک نامزد دوسرا منتخب

دیسی باشندوں کو ۲۵ لاکھ کی آبادی میں ایک عیسائی مشنری نائب یا وکیل دیا گیا ہے۔ ارے سبحان اللہ اب دیسی مفاد یوروپی مفاد سے ٹکرائے یا ہندوستانی حق یوروپین حق سے بھڑ جائے لوائے کونسل ہمیشہ کثرت رائے پر فیصلہ کرے گی اور اس طرح دیسیوں کا مفاد آپ سے آپ پنج چہارم ہو جائے گا "قم باذنی" کے نعرے ملا کرے گا۔ دیسیوں کو اللہ نے چاہا تو حکومت کینیا کی سرپرستی میں ہزار بارہ سو برس کے اندر اپنے مفاد کے سمجھنے کی قابلیت ضرور پیدا ہو جائے گی۔ اسوقت تک انکے مفاد کا تعین ۱۱ یوروپین ممبروں اور ایک عیسائی مشنری ممبر کا قلم کرتا رہے گا جس میں مجال چون وچرا نہیں۔

کچھ ایسے ہی دلفریبیاں اس یادداشت میں ہیں جن پر اعتماد کرنے کے بعد رپورٹ کا خاتمہ اس عبارت پر ہوا ہے کہ یقیناً جو فیصلہ کیا گیا ہے اسکو عام طور پر پسند کیا جائے گا اور اسکی بھی پوری توقع ظاہر کی گئی ہے کہ کینیا کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہر جماعت اتحاد عمل کا ثبوت دے گی۔ بھلا اس دل باغ باغ کر دینے والی عبارت پر کون ایسا سنگدل ہے جو آمین نہ کہے گا۔

طرفہ ماجرا ہے کہ ادھر یہ رپورٹ شائع ہوئی ادھر لیجسلیٹو اسمبلی کے ۴۴ ممبر ناشکری اور ناسپاسی پر آمادہ ہو گئے۔ انھوں نے ایک اعلان شائع کیا جسکا خلاصہ پنچ کی زبان میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے:-

حضرت ابس! پنچ پی ہزار نعمت کھائی ہے

مرہم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
رحم کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا

اب ہم بھی انتقام پر کمر باندھتے ہیں یاد رہے ہمیں پکڑو۔ ورنہ طبیعت آپ سے بے آپ ہو جائے گی۔ اسے تسوئی کر دی۔ ورنہ ہم بھکار دینے کہ سمندر کے دوسرے ساحل پر جو ہمارے لنگی بھائی رہتے ہیں انکی طرفداری میں یوں لڑتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم دانت کٹکٹا کے مٹھیاں باندھ کے جبڑے بھینچ کے آنکھیں نکوس کے تیوریاں چڑھا کے گورنمنٹ ہند کو حکومت انگلستان کو دکھا دیں کہ ہم میں دم خم باقی ہے ہم جتنے ہیں بڑی ہیں اتنے ہی شیر ہیں۔ ہائے ہائے ہم لٹ گئے ہوائے واے ہم مٹ گئے۔ اس رپورٹ نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا پینترا دکھانے کے قابل نہیں۔ انصاف کا خون ہو گیا عدل کو پھانسی دیدی گئی۔

اب ذرا انتظامی صورت بھی دیکھ لیجیے۔ ۔۔۔ کو اسمبلی میں ڈاکٹر گور صاحب نے اپنا بل پیش فرمایا اور تقسیم ملک کی حضرت امپیریل کانفرنس کا فیصلہ تو یہ تھا کہ ہندوستان میں ڈومینین رہنے والے کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جائے گا جیسا انگریزوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ برتاؤ کا توازن ہندوستان اور نو آبادیوں میں یکساں رہنا چاہیے۔ مسٹر ہم اسمبلی نے کچھ فرمایا مسٹر شبلر نے کچھ خیالی پلاؤ پکائے آخر بڑی دقت و خرابی بل پاس ہو گیا۔ دیکھیے یہ بل کس انتہائی جیب کو باہر نکالتا ہے۔ ہماری سمجھ میں تو کچھ بھی نہ آیا۔ یاد رہے آفتاب کو گھور رہے ہیں آنکھیں دکھاؤ گے کسی کا کیا جائے گا۔ آج اگر تمہارے ہاتھ پاؤں جکڑے نہ ہوتے تو کینیا کی مقامی حکومت بھی کچھ ترچھی اور نو آبادی والے جو ہندوستان میں بستے ہیں وہ بھی کچھ سیکھتے۔ تم اپنے اعتماد کو قائم رکھو۔ جیسا کہ ابتک کرتے آئے ہیں عبادت ہے۔



برطانیہ :۔ "لو میاں لائڈ جارج صلح ہو گئی"

لائڈ جارج :۔ "بس بس۔ ایسی صلح کی ایسی تیسی"

جرائد :۔ "صلح اچھی ہے۔ صلح بُری ہے۔ نہ اچھی ہے نہ بُری ہے"

جھپکو

بقیہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

اسکے کھڑے کی بناوٹ میں موہنی کا خمیر ڈالا گیا ہے - اُن خندہ ہا برق تا میری آرزوؤں کے چھپر میں آگ لگائے دیتا ہے بیسر سرگشتی ہوئی قندیل ہے چہرہ پورنیا کا چہرہ ہے کی آتش اشتیاق کے اثر سے برابر رنگ بدل رہا ہے - دل سا ورق ہے جس میں چاہ کی چاہنے ادبل رہی ہے -

(سترجم) مگر یار - دودھ تو تم نے گرا دیا ہے دودھ کی چاٹ میں کیا لطف) سرکا پسینہ ایڑیوں سے بہ رہا ہے - بیکا بیابانی کی راہ میں شرم کا پہاڑ درمی ہے - رہی سہی اُمید کا بڑی بی نے خاتمہ کر دیا - کیا سنی کہ جب خلقت ہی کہ مطلب ہے تو رنگ جمنے کا ڈھب نہ پڑے گا آخر اس کشاکش نے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا - میں نے چچی سے کہا -

"چچی آپ ان دونوں بیگموں کو ذرا ہوٹل تک لیجائیے - میں اپنے گلے میں پھانسی لگانے جاتا ہوں"

ازرق چشم "ووئی - کیا سچ مچ یہی ارادہ ہے - لیچ دشمنوں پر کیا مصیبت آئی ہے جو جان دینے کی دھن سمائی ہے"

چچی " بیٹی اس خبطی سے کچھ بعید نہیں - ایک ناخنہ الٹیم کھا چکا ہے - نگوڑا غیرت دار ہے عل مشہور ہے اس دنیا میں غیرت دار کی سب طرح مرن ہے - اسکا دل مصیبتیں اٹھاتے اٹھاتے بہت نازک ہو گیا ہے"

ازرق چشم "اوئی ہے تو پھر ان کو جھیل کے کنارے نہ جانے دیجئے - ان کے لیے تو چلو بھر پانی بہت ہے"

میں نے اس گفتگو کو بے خبری کے عالم میں سُنا اور سیدھا سودی خانے یا غلہ کے گودام پہونچا یہاں ایک کھاری بنی ہوئی تھی اسکی چھت اچھی میارانہ تھی دھنیوں میں کسی ضرورت سے رسی لٹکی تھی میں سیڑھی پر چڑھ کے چھت پر پہونچا - گلے میں رسی کا دوسرا سرا باندھا دوسرے ہی منٹ میں میرا سر ہوا میں لٹکنے لگا - چچی آئیں اُنکے ساتھ دونوں

پر بیزاریں بھی تھیں - انھوں نے آتے ہی غل مچایا - "ہے ہے بیٹا یہ کیا دل میں سمائی ہے ارے میں تیرے ماں باپ کو کیا منہ دکھاؤں گی ارے اپنے خدا کو مان اس حرکت سے باز آ - کیوں میری عزت کے پیچھے پڑا ہے دیکھ میں تیری منت کرتی ہوں"

میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھی خاموشی کا اشارہ کیا پھر آخری وصیت ان الفاظ میں ادا کی :-

"چچی - بس جو ہونا تھا ہو گیا - اس سوزندان چشم بیگم سے کہدو کہ میری موت کا الزام اپنے سر نہ دھریں مرنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہوں - اُسکا قیمتی لباس میرے سبب سے غارت ہوا میں نہیں چاہتا کہ پھر ایسا کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو - اچھا خدا حافظ"

مونج کی رسی کا پھندا گلے میں تھا میں نے جست کی پھندا کھنچا - ایک معمولی سا جھٹکا گردن میں لگا.....

آہاہ ! پھانسی لگا کے مرنے میں ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی مجھے دیکھو مر گیا مگر کوئی تکلیف نہیں ہوئی صرف آنکھیں بند ہیں اور سیدھا کھڑا ہوں.....

نازک نازک ہنسی کی آواز کانوں میں آ رہی ہے شاید اس جہان کی آبادی میرا خیر مقدم کر رہی ہے - ہائیں ! ازرق چشم ! یا اللہ کیا ہماری دنیا کی سی کوئی دوسری دنیا بھی ہے ؟ ہاں بعض کہا کا خیال ہے کہ ہر شے کی تصویر آسمان پر موجود ہے جو فعل انسان بیان کرتا ہے وہی فعل وہاں اس تصویر سے صادر ہوتا ہے گویا خدا کو اپنے بندوں کے افعال کا علم اس عالم تصویر کے ذریعہ سے ہوتا ہے - کہ چچی کے بوڑھے ٹھٹھے کی صدا گونجی - ان بڑی بی کو جنت میں کون لایا ! انھیں جنت میں آنے کا حق کس طرح حاصل ہوا...

آنکھ کھولی - لاحول ولا قوۃ - یہ کیا تماشا ہے - دھنی ہوئے کو دے اور غلہ کے ڈھیر پڑے ہیں سے غلہ کا ڈھیر جنت ہے ؟ ہرگز نہیں - رسی نے دغا دی - میں غلہ کے ڈھیر میں دھنس گیا - سب حاضرین جلسہ کھل کھل کھل کھل ہنس رہے ہیں اور میں قیمتی سا سوا نبا غلہ کے سنسکت دریا میں ملاحی کے ہاتھ لگا رہا ہوں -

چچی "ارے موئے کہاں تک جتا رہا ہنستے ہنستے میرے زیرناف درد ہونے لگا - ہے آ گئی بیٹا تمھارے دشمن مریں - ہا - بھی بھی بات کوئی ایسی حرکت کرتا ہے"

ازرق چشم "وہ صاحب آپ بھی خوب آدمی ہیں - اتنا بھی خیال نہ آیا کہ ہمارے یوں جان دینے سے بے گناہ مہمانوں کی بدنامی ہو گی - مگر ماشاء اللہ آپ ہیں بڑے غیرت دار - تم کتنی ہوں جو یوں ہی جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہو تو اب تک کیونکر جیے - اب میں آپ کی چچی کے ساتھ گھر نہ جاؤں گی - آپ ہی مل کے پہونچا دیجئے -"

چار ناچار غلہ کے انبار سے نکلا کپڑے جھاڑے ٹوپی اٹھائی اور ان دونوں کے ہمراہ ہو لیا گھر کا راستہ نہایت لطف کے ساتھ طے ہوا - ہوٹل نزدیک آ گیا - اس اثنا میں ایک دیہاتی وضع کا جنٹلمین چٹائی کی ٹوپی پہنے جھومتا ہوا آیا اور میری پیاری ازرق چشم کو گلے سے چمٹا لیا - حرکت نہایت وحشیانہ تھی خصوصاً ایک عاشق زار کے سامنے میں بزدل نہیں کمزور نہیں - قوت دفاع کافی سے زیادہ موجود ہے - تاب قدرتی ایک اڑنگا جو لگاتا ہوں تو دیہاتی صاحب اڑاڑا دھڑام کھیت میں ڈھیر ہو گئے - اپنی فتحیابی پر بندہ مسکرایا - مونچھوں پر تاؤ دیا - مگر ازرق چشم نے تیلے پیلے دیدے نکالے "ازرق چشم "ہائے دیکھا ورے گا ؤدی - بھلا میرے بھائی نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو اسے گرا دیا - آپ آدمی ہیں کہ جانگلو..........

لاحول ولا قوۃ بعض وقت جلدی سے بہت نقصان پہونچاتی ہے -

دسواں باب

دیباچہ

مورد ترحم دنیا جب کوئی مجھ سا نہ ہوا
پھر غلط کیا ہے کہ مجھ سا کوئی پیدا نہ ہوا
واقعی کمال عجب چیز ہے - کوئی جلالی کی قید ہے

انسان کو لاثانی ہونا چاہیے۔ انجناب کی ذات مجمع الصفات اس وقت فرد ہے۔ دنیا قدردانی میں کمی کرے تو بلا سے۔ قاروں کا تموّل ضرب المثل ہے۔ حاتم کی سخاوت۔ جہاں فرڈ ہنکوپ کی بیباکی کا ذکر ہوتا ہے وہاں بندہ کی شوخ چشمی بھی جزو سخن اور نقلِ محفل ہے۔ اگر سٹر گلیڈ سٹون اور پرنس بسمارک اپنی سیاست پر نازاں ہیں تو بندہ اپنی حماقت میں یکتا ہے۔ گجری لالہ سیدھی چلے جب گپ بھی چلنے دے۔ کیا میں نے دُنیا کا دل خوش رکھنے اور اپنی ذات کو آنا و درد شتین ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا رکھی؟ ہرگز نہیں۔ لیکن بات بن نہ پڑی۔ غلط کاری نے کبھی پیچھا نہ چھوڑا۔ شکست خوردہ بہادر ہر شکست کے بعد قسمت آزمائی کرتا ہے کہ شاید اب کی مرتبہ ہزیمت خوردگان کی فہرست سے نام کٹ جائے۔ میں بھی ہر غلطی کے ارتکاب کے بعد کوشش کرتا ہوں کہ شاید اب کی مرتبہ کامیاب ہو جاؤں اور سوانح کے ذیل میں ایک ہی واقعہ غلطی سے پاک نظر آئے۔ اسی وجہ سے میں نے قصد کر لیا کہ آئندہ پریزادوں کا دل اپنے ساحرانہ افعال کے ذریعہ سے قابو میں کروں۔ پنچ میں جو دو شانے خودکشی کا واقعہ بیان کر دیا اور ان دونوں پریوں نے بے سوچے کی کچھاری میں کودتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ایک اجنبی کو جو درحقیقت ازرق چشم کا بھائی تھا ایسی اکھیڑ ماری کہ چاروں شانے چت کھیت میں گرا۔ یہ میری جسمانی طاقت کا ایک عمدہ امتحان تھا شکر ہے کہ ہونے والے سالے صاحب خوش دل منش آدمی ہیں جب میں نے اُن سے اپنی غلطی کی معافی طلب کی تو کہنے لگے۔ آپ اپنے دل میں خجل نہ ہوں آپ کی اس حرکت سے نیازمند کا دل باغ باغ ہو گیا اور اب بخوشی و اطمینان اس شخص کی بہن آپ کی حراست میں اکیلے دوکیلے چہل قدمی کر سکتی ہیں آپ کی جرأت بیباکی سکومکار اور گستاخ عیاشوں اور بانکوں کی جرأت گستاخیوں سے محفوظ رکھے گی۔

میں "حضرت! واللہ میں بہت نادم ہوں۔ آپ کی وضع قطع نے بھی دھوکہ دیا میں سمجھا کہ کوئی لگوا اس خاتون کو دہشت کا شکار بنانا چاہتا ہے بس دل کو تاب نہ رہی۔ اگر کہیں چوٹ آ گئی ہو یا آپ کو تکلیف ہو تو ڈاکٹر کو بلا لاؤں"

وہ "نہیں مہربانی آپ ایسی سوٹیاں بھی میرے بھاویں نہیں"

میں نے دل میں کہا "یہ بھی ترچھی بھی معلوم ہوتا ہے۔ ایکے دل میں پیار ہے تنگی ہے۔ اگر انتقام پر آمادہ ہو جاتا تو بڑی ہوتی۔ بھائی سے زیادہ بہن کا حامی تعلق ہو سکتا ہے لہذا اچھا سبب ہوا کہ میں اپنے پاؤں پھروں۔" سچ تو یہ ہے کہ گندم گوں ہونے کے سبب مرزادی خرم پیدا لیاں تمام میں آگے بڑھنے نہ دیا۔ دونوں شوخ دیدہ لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے ہنس رہی تھیں۔ آخر بھائی نے پوچھا بھی کہ آخر اس خندۂ بے محل کا کیا باعث ہے مگر دونوں نے ٹال دیا۔

(۱) "اے دیکھو تو یہ مسخرا کسان ہل چلانے میں کیکر کو لے مشکاتا ہے"

(۲) "اے ہاں بار بار سانپ کی طرح زبان بھی نکالتا چٹخاتا ہے"

ان بہانہ بازیوں کے معنی میرا دل خوب سمجھتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی میں رخصت ہو کے پلٹا۔ کھل کھل کھل کھل۔ قہ قہ قہ قہ کی صدا پاشتہ کر چلی میں نے مڑ کے نہیں دیکھا۔ ازرق چشم کے بھائی نے پکار کے پوچھا "کیوں دوست کل جھیل کا شکار کھیلنے جاؤ گے اگر جاؤ تو ہم تم ساتھ ہی چلیں۔ تم اس دیہات اور اس جھیل سے بخوبی واقف ہو اور میں مسافر ہوں"

میں نے جواب دیا "بہت بہتر" اور جھٹ سے چلا گیا۔ بھلا عجیب طبیعت کی سمجھ کر یاں کب رکتی ہیں بیس ہی قدم چلا تھا کہ معلوم ہوا صراحیاں لنڈھک گئی ہیں قہقہے کا شور سنتا چلا گیا۔

کوئی دوسرا ہوتا تو پیرازاد گستاخ چہرہ کی طرف رُخ نہ کرتا مگر انصاف شرط ہے بھلا حضرت عشق ان معمولی ذلتوں کی پروا کب کرتے ہیں۔ بجائے نفرت کے دل کا لگاؤ اور ترقی کر گیا۔ انجمہ ماہ میں دو مہجبینوں کی تصویر پیش نظر تھی کبھی بل میری گولڈ کا بھولا دل کو تڑپاتا کبھی ازرق چشم کی شوخ چشمی اور دیدہ دلیری خرمن صبر میں آگ لگاتی۔ درحقیقت بل میری گولڈ سے مجھے انس ضرور تھا مگر ازرق چشم کی بات ہی اور ہے۔ ارے یہ تو پری ہے پری۔ ما شاء اللہ اس شرم حرام زادی نے جس طرح بل میری گولڈ کی ہمکناری سے محروم کیا اسی طرح ازرق چشم کی نظروں سے بھی گرائے گی۔ کیا کہوں شب کس طرح بسر ہوئی کبھی کروٹیں بدلتا کبھی اٹھتا کبھی بیٹھتا جب قرار نہ آیا تو باور چیخانہ کی چھت پر لیٹ رہا۔ تارے دیدے نکال نکال کے مجھے گھور رہے تھے۔ یہ بھی بڑے سر کے بے شرم ہیں حضرت غالب نے کیا خوب کہا ہے؎

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے دل میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں

ان درخشاں دیدوں میں وہ چمک کہاں جو جوت ازرق چشم کی پتلیوں میں ہے۔ سنتا ہوں کہ تاروں سے جہازراں راہنمائی کا کام لیتے ہیں میں بھی گم کردہ راہ ہوں کاش یہ دیدے مجھے بھی منزل عشق تک پہنچا دیں۔ دل کہتا ہے کہ اسکے بھائی سے یارانہ گانٹھو۔ پتنگ بڑھ ہی بھی اس مشورے پر صاد کرتا ہوں بیشک بھائی کو بہن کے دل پر بہت اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ذرا بھی غلطی ہوئی تو مسٹر جان فلٹر پھر تم کہیں کے نہ ہو گے کوئی نہ کوئی فرڈ ہنکوپ اس سرزمین پر بھی پیدا ہو جائیں گے۔ دیکھو خبردار جھینپنا نہیں۔ ہوش و حواس کی باگ نہ چھوڑنا ورنہ غضب ہو جائے گا۔ تم خوبصورت بھی ہو۔ جوانمرد بھی ہو۔ متموّل بھی ہو۔ تم میں کوئی عیب نہیں۔ ہمیشہ لڑکیاں تم کو دیکھتے ہی متوجہ ہو جاتی ہیں۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ انہیں خیالات کی ڈوری نے سلا دیا۔ آنکھ لگ گئی۔

(باقی آئندہ)

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱- ہوادار و کشادہ مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا کافی گذرتی ہو۔
۲- گرد و غبار کثافت کیچڑ و نمی سے مکان کو صاف رکھنا۔ دن میں دو تین مرتبہ گندھک، نیم کی پتی، لوبان، صندل، کافور، ناگرموتھا، برگ ترنج، برگ جھاؤ وغیرہ کا جلانا۔
۳- کافور کا ہر وقت اپنے پاس رکھنا اور سونگھنا۔ صندل، سیب، گل نیلوفر، پیاز، نارنج و نارنگی وغیرہ کا پاس رکھنا اور سونگھنا۔
۴- سرکہ خالص ۶ ماشہ [illegible] اور پودینہ [illegible] ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ تک [illegible] روزانہ صبح کو پلایا جائے۔ زہرمہرہ خطائی ایک رتی [illegible] روزانہ [illegible] عرق گلاب [illegible] کی ۳ عدد کالی مرچ پیس کر پینا۔
۵- کثرت جماع، زیادہ محنت و ریاضت، دھوپ میں چلنے اور شب بیداری سے پرہیز کریں۔
۶- [illegible]
۷- [illegible] ترکاریاں [illegible] بیگن، کدو، امرود [illegible] کیلا، بھوٹ [illegible] چنے کی دال، ماش کی دال [illegible]
۸- [illegible] پرہیز کرنا چاہیے۔
۹- [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنیوالے صحت کو تقویت دینیوالے مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

یہ دوا امراض وبائیہ میں تقدم بالحفظ کے لیے استعمال کی جاتی ہے خصوصاً فصل طاعون میں بے انتہا مفید ہے۔ [illegible] ۱۲ مہ

عرق ہاضم ترش

یہ عرق ہیضہ اور تخمہ سے حفاظت کرتا ہے۔ [illegible] ۱۲ مہ

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے
اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

مرض ہیضہ سے نجات بخشنے والے بے بدل ادویہ

جوہر حیات

[illegible]

حسب فارمولا

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمائیے
مفت روانہ ہوگی

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible]
(۲) قیمت شدہ [illegible] کی روانگی [illegible] کر دی جائے گی
(۳) [illegible]
(۴) [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک تحفہ یعنی

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہ المطابع [illegible] وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد رضا حسین مالک و ایڈیٹر طبع ہوکر شائع ہوا